حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ تو لفظ یَطْھُرْنَ کا اس سے مراد خون حیض کا بند ہونا ہے- اور تَطَھَّرْنَ سے مراد غسل کرنا ہے- حضرت مجاہدؒ حضرت عکرمہ حضرت حسنؒ حضرت مقاتل بن حیان حضرت لیث بن سعدؒ وغیرہ بھی یہی فرماتے ہیں- پھر ارشاد ہوتا ہے اس جگہ سے آؤ جہاں کا حکم اللہ نے تمہیں دیا ہے' مراد اس سے آگے کی جگہ ہے- حضرت ابن عباسؓ حضرت مجاہد وغیرہ بہت سے مفسرین نے اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں کہ مراد اس سے بچوں کے تولد ہونے کی جگہ ہے- اس کے سوا اور جگہ یعنی پاخانہ کی جگہ جانا حرام ہے ایسا کرنے والے حد سے تجاوز کرنے والے ہیں- صحابہؓ اور تابعینؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جس جگہ سے حالت حیض میں تم روکے گئے تھے' اب وہ جگہ تمہارے لئے حلال ہے- اس سے صاف ظاہر ہے کہ پاخانہ کی جگہ وطی کرنی حرام ہے- اس کا مفصل بیان بھی آتا ہے ان شاءاللہ- یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ پاکیزگی کی حالت میں آؤ جبکہ حیض سے نکل آئیں اسی لئے اس کے بعد کے جملہ میں ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں' اس حالت میں جماع سے باز رہنے والوں' گندگیوں اور ناپاکیوں سے بچنے والوں' حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے نہ ملنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے- اسی طرح دوسری جگہ سے محفوظ رہنے والوں کو بھی پروردگار اپنا محبوب بنا لیتا ہے- پھر فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں یعنی اولاد ہونے کی جگہ میں تم اپنی کھیتی میں جیسے بھی چاہو آؤ یعنی جگہ تو وہی ایک ہو طریقہ خواہ کوئی ہو سامنے کر کے یا اس کے خلاف-

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جب عورت سے مجامعت سامنے رخ کر کے نہ کی جائے اور حمل ٹھہر جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے- ان کی تردید میں یہ جملہ نازل ہوا کہ مرد کو اختیار ہے- ابن ابی حاتم میں ہے کہ یہودیوں نے یہی بات مسلمانوں سے بھی کہی تھی- ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا کہ خواہ سامنے سے آئے خواہ پیچھے کی طرف سے لیکن ایک ہی رہے- ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ہم اپنی عورتوں کے پاس کیسے آئیں اور کیا چھوڑیں- آپؐ نے فرمایا وہ تیری کھیتی ہے جس طرح چاہے آئے- ہاں اس کے منہ پر نہ مار زیادہ برا نہ کہہ' اس سے روٹھ کر الگ نہ ہو جا' ایک ہی گھر میں رہ (احمد و سنن)- ابن ابی حاتم میں ہے کہ حمیر کے قبیلہ کے ایک آدمی نے حضورؐ سے سوال کیا کہ مجھے اپنی بیویوں سے زیادہ محبت ہے تو اس کے بارے میں احکام مجھے بتائیے- اس پر یہ حکم نازل ہوا- مسند احمد میں ہے کہ چند انصاریوں نے حضورؐ سے یہ پوچھا تھا- طحاوی کی کتاب مشکل الحدیث میں ہے ایک شخص نے اپنی بیوی سے اسے الٹا کر کے مباشرت کی تھی لوگوں نے اسے برا بھلا کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی-

ابن جریر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سابطؒ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے پاس آئے اور کہا' میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم آتی ہے' فرمایا' بھتیجے تم نہ شرماؤ اور جو پوچھنا ہو پوچھ لو' کہا- فرمائیے عورتوں کے پیچھے کی طرف سے جماع کرنا جائز ہے؟ فرمایا سنو مجھ سے حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا ہے کہ انصار عورتوں کو الٹا لٹایا کرتے تھے اور یہود کہتے تھے کہ اس طرح سے بچہ بھینگا ہوتا ہے- جب مہاجر مدینہ شریف آئے اور یہاں کی عورتوں سے ان کا نکاح ہوا اور انہوں نے بھی یہی کرنا چاہا تو ایک عورت نے اپنے خاوند کی بات نہ مانی اور کہا جب تک میں حضورؐ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان نہ کر لوں' تیری بات نہ مانوں گی چنانچہ وہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی- ام سلمہ نے بٹھایا کہا ابھی آنحضرت ﷺ آ جائیں گے- جب آنحضرت ﷺ آئے تو انصاریہ عورت شرمندگی کی وجہ سے نہ پوچھ سکی اور واپس چلی گئی لیکن ام المومنینؓ نے آپؐ سے پوچھا' آپؐ نے فرمایا' انصاریہ عورت کو بلا لو- پھر یہ آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا- جگہ ایک ہی ہو-

مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ حضورؐ میں تو ہلاک ہو گیا- آپؐ نے پوچھا' کیا بات ہے- کہا میں نے رات کو اپنی سواری الٹی کر دی' آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا- اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے فرمایا

سامنے سے آ ' پیچھے سے آ ' اختیار ہے لیکن حیض کی حالت میں نہ آ ' اور پاخانہ کی جگہ نہ آ - انصار والا واقعہ قدرے تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو اللہ بخشے' انہیں کچھ وہم سا ہو گیا - بات یہ ہے کہ انصاریوں کی جماعت پہلے بت پرست تھی اور یہودی اہل کتاب تھے بت پرست لوگ ان کی فضیلت اور علمیت کے قائل تھے اور اکثر افعال میں ان کی بات مانا کرتے تھے یہودی ایک ہی طرح پر اپنی بیویوں سے ملتے تھے یہی عادت ان انصار کی بھی تھی - ان کے برخلاف مکہ والے کسی خاص طریقے کے پابند نہ تھے وہ جس طرح جی چاہتا ملتے - اسلام کے بعد مکہ والے مہاجر بن کر مدینہ میں انصار کے ہاں جب اترے تو ایک مکی مہاجر مرد نے ایک مدنی انصاریہ عورت سے نکاح کیا اور اپنے من بھاتے طریقے برتنے چاہے عورت نے انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ اسی ایک مقررہ طریقہ کے علاوہ میں اجازت نہیں دیتی - بات بڑھتے بڑھتے حضورؐ تک پہنچی اور یہ فرمان نازل ہوا - پس سامنے سے پیچھے کی طرف سے اور جس طرح چاہے اختیار ہے ہاں جگہ ایک ہی ہو -

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ سے قرآن شریف سیکھا اول سے آخر تک انہیں سنایا ایک ایک آیت کی تفسیر اور مطلب پوچھا - اس آیت پر پہنچ کر جب میں نے اس کا مطلب پوچھا تو انہوں نے یہی بیان کیا (جو اوپر گذرا) ابن عمرؓ کا وہم یہ تھا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ آپؓ قرآن پڑھتے ہوئے کسی سے بولتے چالتے نہ تھے لیکن ایک دن تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت تک پہنچے تو اپنے شاگرد حضرت نافعؒ سے فرمایا' جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ انہوں نے کہا' نہیں' فرمایا' یہ عورتوں کی دوسری جگہ کی وطی کے بارے میں اتری ہے - ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے فرمایا' ایک شخص نے اپنی بیوی سے پیچھے سے کیا تھا جس پر اس آیت میں رخصت نازل ہوئی - لیکن ایک تو اس میں محدثین نے کچھ علت بھی بیان کی ہے - دوسرے اس کے معنی بھی یہی ہو سکتے ہیں کہ پیچھے کی طرف سے آگے کی جگہ میں کیا اور اوپر کی جو روایتیں ہیں' وہ بھی سنداً صحیح نہیں بلکہ حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے وطی دبر کو جائز کیا ہے؟ تو فرمایا' لوگ جھوٹ کہتے ہیں' پھر وہی انصاریہ عورت اور مہاجر مرد والا واقعہ بیان کیا اور فرمایا حضرت عبداللہ تو اس آیت کا یہ مطلب ارشاد فرماتے تھے - اس روایت کی اسناد بھی بالکل صحیح ہے اور اس کے خلاف سند صحیح نہیں معنی مطلب بھی اور ہو سکتا ہے اور خود حضرت ابن عمرؓ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے - وہ روایتیں عنقریب بیان ہوں گی - ان شاء اللہ جن میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نہ یہ مباح ہے نہ حلال ہے بلکہ حرام ہے -

تو یہ قول یعنی جواز کا بعض فقہاء مدینہ وغیرہ کی طرف بھی منسوب ہے اور بعض لوگوں نے تو اسے امام کی طرف بھی منسوب کیا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ امام صاحب کا قول ہرگز یہ نہیں صحیح حدیثیں بکثرت اس فعل کی حرمت پر وارد ہیں - ایک روایت میں ہے' لوگو شرم و حیا کرو' اللہ تعالیٰ حق بات فرمانے سے شرم نہیں کرتا' عورت کے پاخانہ کی جگہ وطی نہ کرو - دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس حرکت سے لوگوں کو منع فرمایا (مسند احمد) اور روایت میں ہے کہ جو شخص کسی عورت یا مرد کے ساتھ یہ کام کرے' اس کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت سے نہیں دیکھے گا (ترمذی) - حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص یہ مسئلہ پوچھتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ کیا تو کفر کرنے کی بابت سوال کرتا ہے؟ ایک شخص نے آپؓ سے آ کر کہا کہ میں نے اَنّٰی شِئْتُمْ کا یہ مطلب سمجھا اور میں نے اس پر عمل کیا تو آپ بہت ناراض ہوئے اسے برا بھلا کہا اور فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ خواہ کھڑے ہو کر خواہ بیٹھ کر خواہ لیٹ کر لیکن جگہ وہی ایک ہو - ایک اور مرفوع حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے پاخانہ کی جگہ میں وطی کرے' وہ چھوٹا لوطی ہے (مسند احمد) ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ یہ کفار کا کام ہے - حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا یہ فرمان بھی منقول ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم -

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' سات قسم کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان سے فرمائے گا کہ جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں چلے جاؤ۔ ایک تو اغلام بازی کرنے والا خواہ وہ اوپر والا ہو خواہ نیچے والا ہو اور اپنے ہاتھ سے حاجت روائی کرنے والا اور چوپائے جانور سے یہ کام کرنے والا اور عورت کی دبر میں وطی کرنے والا اور عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے نکاح کرنے والا اور اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا اور ہمسایہ کو ستانے والا یہاں تک کہ وہ اس پر لعنت کرے۔ لیکن اس کی سند میں ابن لہیعہ اور ان کے استاد دونوں ضعیف ہیں۔ مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے دوسرے راستے سے وطی کرے اس کو اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا (مسند)۔

مسند احمد اور سنن میں مروی ہے کہ جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا غیر جگہ کرے یا کاہن کے پاس جائے اور اسے سچا سمجھے اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد کے اوپر اتری ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری اس حدیث کو ضعیف بتلاتے ہیں۔ ترمذی میں روایت ہے کہ ابو سلمہ بھی دبر کی وطی کو حرام بتاتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' لوگوں کا اپنی بیوی سے یہ کام کرنا کفر ہے (نسائی) ایک مرفوع حدیث میں اس معنی کی مروی ہے لیکن زیادہ صحیح اس کا موقوف ہونا ہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ جگہ حرام ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ بھی یہی فرماتے ہیں حضرت علیؓ سے جب یہ بات پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا بڑا کمینہ وہ شخص ہے۔ دیکھو قرآن میں ہے کہ لوطیوں سے کہا گیا' تم وہ بدکاری کرتے ہو جس کی طرف کسی نے تم سے پہلے توجہ تک نہیں کی پس صحیح حدیثوں سے اور صحابہ کرامؓ سے بہت سی روایتوں اور سندوں سے اس فعل کی حرمت مروی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بھی اسے حرام کہتے ہیں چنانچہ دارمی میں ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ یہ سوال ہوا تو آپ نے فرمایا' کیا مسلمان بھی ایسا کرسکتا ہے؟ اس کی اسناد صحیح ہے اور حکم بھی حرمت کا صاف ہے۔ پس غیر صحیح اور مختلف معنی والی روایتوں میں پڑ کر اتنے بڑے جلیل القدر صحابی کی طرف ایک ایسا گندہ مسئلہ منسوب کرنا ٹھیک نہیں گو روایتیں اس قسم کی بھی ملتی ہیں۔ امام مالکؒ سو ان کی طرف بھی اس مسئلہ کی نسبت صحیح نہیں بلکہ معمر بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ امام صاحب اسے حرام جانتے تھے۔ اسرائیل بن روح نے آپ سے ایک مرتبہ یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا تم بے سمجھ ہو۔ بوائی کھیت میں ہی ہوتی ہے خبردار شرمگاہ کے سوا اور جگہ سے بچو۔ سائل نے کہا' حضرت لوگ تو کہتے ہیں کہ آپ اس فعل کو جائز کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جھوٹے ہیں۔ مجھ پر تہمت باندھتے ہیں۔ امام مالکؒ سے اس کی حرمت ثابت ہے۔

امام ابو حنیفہؒ شافعیؒ احمدؒ اور ان کے تمام شاگرد اور ساتھی سعید بن مسیب' ابو سلمہ' عکرمہ' طاؤس' عطا' سعید بن جبیر' عروہ بن زبیر' مجاہد حسن وغیرہ سلف صالحین سب کے سب اسے حرام کہتے ہیں اور اس بارے میں سخت تشدد کرتے ہیں بلکہ بعض تو اسے کفر کہتے ہیں جمہور علماء کرام کا بھی اس کی حرمت پر اجماع ہے۔ گو بعض لوگوں نے فقہاء مدینہ بلکہ امام مالک سے بھی اس کی حلت نقل کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ عبد الرحمٰن بن قاسم کا قول ہے کہ کسی دیندار شخص کو میں نے تو اس کی حرمت میں شک کرنے والا نہیں پایا۔ پھر نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ پڑھ کر فرمایا' خود یہ لفظ حرث ہی اس کی حرمت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کیونکہ وہ دوسری جگہ کھیتی کی جگہ نہیں۔ کھیتی میں جانے کے طریقے کا اختیار ہے نہ کہ جگہ بدلنے کا۔ گو امام مالک سے اس کے مباح ہونے کی روایتیں بھی منقول ہیں لیکن ان کی اسنادوں میں سخت ضعف ہے واللہ اعلم۔ ٹھیک اسی طرح امام شافعیؒ سے بھی ایک روایت لوگوں نے گھڑلی ہے حالانکہ انہوں نے اپنی چھ کتابوں میں کھلے لفظوں میں اسے حرام لکھا ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے اپنے لئے کچھ آگے بھی بھیجو یعنی ممنوعات سے بچو۔ نیکیاں کرو تاکہ ثواب آگے جائے اللہ سے ڈرو اس سے ملنا ہے وہ حساب

کتاب لے گا ایماندار ہر حال میں خوشیاں منائیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں' یہ بھی مطلب ہے کہ جب جماع کا ارادہ کرے یہ دعا پڑھے بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبۡنَا الشَّيۡطٰنَ وَ جَنِّبِ الشَّيۡطٰنَ مَارَزَقۡتَنَا یعنی اے اللہ تو ہمیں اور ہماری اولاد کو شیطان سے بچالے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں' اگر اس جماع سے نطفہ قرار پکڑ گیا تو اس بچے کو شیطان ہرگز کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰهَ عُرۡضَةً لِّاَيۡمَانِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡا وَتَتَّقُوۡا وَتُصۡلِحُوۡا بَيۡنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغۡوِ فِىۡۤ اَيۡمَانِكُمۡ وَلٰكِنۡ يُّؤَاخِذُكُمۡ بِمَا كَسَبَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۲۲۵﴾

اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے ○ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں ہاں اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بردبار ہے ○

قسم اور کفارہ: ☆☆ (آیت:۲۲۴-۲۲۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی اور صلہ رحمی کے چھوڑنے کا ذریعہ اللہ کی قسموں کو نہ بناؤ جیسے اور جگہ ہے وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ الخ یعنی وہ لوگ جو کشادہ حال اور فارغ البال ہیں' وہ قرابت داروں' مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہ دینے پر قسمیں نہ کھا بیٹھیں۔ انہیں چاہیے کہ معاف کرنے اور درگذر کرنے کی عادت ڈالیں کیا تمہاری خودخواہش نہیں کہ اللہ تمہیں بخشے اگر کوئی ایسی قسم کھا بیٹھے تو اسے چاہئے کہ اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کردے صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ہم پیچھے آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے بڑھنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی ایسی قسم کھالے اور کفارہ ادا نہ کرے اور اس پر اڑا رہے' وہ بڑا گنہگار ہے۔ یہ حدیث اور بھی بہت سی سندوں اور بہت سی کتابوں میں مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں۔ حضرت مسروق وغیرہ بہت سے مفسرین سے بھی یہی مروی ہے۔ جمہور کے ان اقوال کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' اللہ کی قسم ان شاء اللہ میں اگر کوئی قسم کھا بیٹھوں گا اور اس کے توڑنے میں مجھے بھلائی نظر آئے گی تو میں قطعاً اسے توڑ دوں گا اور اس قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔ حضورؐ نے ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا' اے عبدالرحمن سرداری' امارت اور امامت کو طلب نہ کر اگر بغیر مانگے تو دیا جائے گا تو اللہ کی جانب سے تیری مدد کی جائے گی اور اگر تو نے آپ مانگ کر لی ہے تو تجھے اس کی طرف سونپ دیا جائے گا تو اگر کوئی قسم کھالے' اور اس کے خلاف بھی بھلائی دیکھ تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس نیک کام کو کرلے۔

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ جو شخص کوئی قسم کھالے پھر اس کے سوا خوبی نظر آئے تو اسے چاہئے کہ اس خوبی والے کام کو کرلے اور اپنی اس قسم کو توڑ دے اس کا کفارہ دے دے۔ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔ ابوداؤد میں ہے نذر اور قسم اس چیز میں نہیں جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو اور نہ خدائے تعالیٰ کی نافرمانی میں ہی ہے نہ رشتوں ناتوں کو توڑتی ہے جو شخص کوئی قسم کھالے اور نیکی اس کے کرنے میں ہو تو وہ قسم کو چھوڑ دے اور نیکی کا کام کرے اس قسم کو چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔ امام ابوداؤد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' کل کی کل صحیح حدیثوں میں یہ لفظ ہیں کہ اپنی ایسی قسم کا کفارہ دے۔ ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ ایسی قسم کا پورا کرنا یہی ہے کہ اسے توڑ دے اور اس سے رجوع کرے۔ ابن عباسؓ' سعید بن مسیب' مسروق اور شعبی بھی اسی کے قائل ہیں کہ ایسے شخص کے ذمہ کفارہ نہیں۔ پھر فرماتا ہے

جو قسمیں تمہارے منہ سے بغیر قصد اور ارادے کے عادتاً نکل جائیں' ان پر پکڑ نہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے' جو شخص لات اور عزی کی قسم کھا بیٹھے' وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے۔ یہ ارشاد حضورؐ کا ان لوگوں کو ہوا تھا جو ابھی ابھی اسلام لائے تھے اور جاہلیت کے زمانہ کی یہ قسمیں ان کی زبانوں پر چڑھی ہوئی تھیں تو ان سے فرمایا کہ اگر عادتاً کبھی ایسے شرکیہ الفاظ نکل جائیں تو فوراً کلمہ توحید پڑھ لیا کرو تا کہ بدلہ ہو جائے۔ پھر فرمایا ہاں جو قسمیں پختگی کے ساتھ دل کی ارادت کے ساتھ قصداً کھائی جائیں' ان پر پکڑ ہے۔ دوسری آیت کے لفظ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ہیں' ابوداؤد میں بروایت حضرت عائشہؓ ایک مرفوع حدیث مروی ہے جو اور روایتوں میں موقوف وارد ہوئی ہے کہ یہ لغو قسمیں وہ ہیں جو انسان اپنے گھربار میں بال بچوں میں کہہ دیا کرتا ہے کہ ہاں اللہ کی قسم اور نہیں اللہ کی قسم۔ غرض بطور تکیہ کلام کے یہ لفظ نکل جاتے ہیں۔ دل میں اس کی پختگی کا خیال بھی نہیں ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ وہ قسمیں ہیں جو ہنسی ہنسی میں انسان کے منہ سے نکل جاتی ہیں ان پر کفارہ نہیں۔ ہاں جو ارادے کے ساتھ قسم ہو' پھر اس کا خلاف کرے تو کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ آپؐ کے علاوہ اور بھی بعض صحابہؓ اور تابعینؒ نے یہی تفسیر اس آیت کی بیان کی ہے' یہ بھی مروی ہے کہ ایک آدمی اپنی تحقیق پر بھروسہ کر کے کسی معاملہ کی نسبت قسم کھا بیٹھے اور حقیقت میں وہ معاملہ یوں نہ ہو تو یہ قسمیں لغو ہیں۔ یہ معنی بھی دیگر بہت سے حضرات سے مروی ہیں۔

ایک حسن حدیث میں ہے جو مرسل ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تیر اندازوں کی ایک جماعت کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ وہ تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک شخص کبھی کہتا تھا اللہ کی قسم' اس کا تیر نشانے پر لگے گا۔ کبھی کہتا تھا اللہ کی قسم یہ خطا کرے گا آپ کے صحابی نے کہا دیکھئے حضورؐ اگر اس کی قسم کے خلاف ہو؟ آپ نے فرمایا یہ دو قسمیں لغو ہیں ان پر کفارہ نہیں اور نہ کوئی سزا یا عذاب ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے یہ وہ قسمیں ہیں جو انسان کھا لیتا ہے پھر خیال نہیں رہتا یا کوئی شخص اپنے کسی کام کے نہ کرنے پر کوئی بددعا کے کلمات اپنی زبان سے نکال دیتا ہے۔ وہ بھی لغو میں داخل ہیں یا غصے اور غضب کی حالت میں بے ساختہ زبان سے قسم نکل جائے یا حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر لے تو اسے چاہئے کہ ان قسموں کی پروا نہ کرے۔ اور اللہ کے احکام کے خلاف نہ کرے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ سے مروی ہے کہ انصار کے دو شخص جو آپس میں بھائی بھائی تھے' ان کے درمیان کچھ میراث کا مال تھا تو ایک نے دوسرے سے کہا' اب اس مال کو تقسیم کر دو دوسرے نے کہا' اگر اب تو نے تقسیم کرنے کے لئے کہا تو میرا مال کعبہ کا خزانہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ کعبہ ایسے مال سے غنی ہے۔ اپنی قسم کا کفارہ دے اور اپنے بھائی سے بول چال رکھ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی رشتے ناطوں کے کاٹنے میں ہے اور جس چیز کی ملکیت نہ ہو' اس میں نہ قسم ہے نہ نذر۔ پھر فرماتا ہے تمہارے دل جو کریں' اس پر گرفت ہے یعنی اپنے جھوٹ کا علم ہو اور پھر قسم کھائے جیسے اور جگہ ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ یعنی جو تم مضبوط اور تاکید والی قسمیں کھا لو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشنے والا ہے اور ان پر علم و کرم کرنے والا ہے۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

جو لوگ اپنی بیویوں سے قسمیں کھائیں' ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے۔ پس اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ہی قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے ○

ایلا اور اس کی وضاحت: ☆☆ (آیت:۲۲۶-۲۲۷) ایلا کہتے ہیں ''قسم'' کو۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے مجامعت نہ کرنے کی ایک مدت تک کے لئے قسم کھالے تو دو صورتیں ہیں یا تو وہ مدت چار مہینے سے کم ہو گی یا زیادہ ہو گی اگر کم ہو تو وہ مدت پوری کرے اور اس درمیان عورت بھی صبر کرے۔ اس سے مطالبہ اور سوال نہیں کر سکتی۔ پھر میاں بیوی آپس میں ملیں جلیں، جیسے کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ماہ کے لئے قسم کھالی تھی اور انتیس دن پورے الگ رہے اور فرمایا کہ مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے اور اگر چار مہینے سے زائد کی مدت کے لئے قسم کھائی ہو تو چار ماہ کے بعد عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ تقاضہ اور مطالبہ کرے کہ یا تو وہ میل ملاپ کر لے یا طلاق دے دے اور حاکم اس خاوند کو ان دو باتوں میں سے ایک کے کرنے پر مجبور کرے گا تا کہ عورت کو ضرر نہ پہنچے۔ یہی بیان یہاں ہو رہا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کریں یعنی ان سے مجامعت نہ کرنے کی قسم کھائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ''ایلا'' خاص ہے بیویوں کیلئے لونڈیوں کے لئے نہیں، یہی مذہب جمہور علماء کرام کا ہے۔ یہ لوگ چار مہینہ تک آزاد ہیں۔ اس کے بعد انہیں مجبور کیا جائے گا کہ یا تو وہ اپنی بیویوں سے مل لیں یا طلاق دے دیں یہ نہیں کہ اب بھی وہ اسی طرح چھوڑے رہیں۔ پھر اگر وہ لوٹ آئیں یہ اشارہ جماع کرنے کا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی بخش دے گا اور جو تقصیر عورت کے حق میں ان سے ہوئی ہے اسے اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ اس میں دلیل ہے ان علماء کی جو کہتے ہیں کہ اس صورت میں خاوند کے ذمہ کفارہ کچھ بھی نہیں۔ امام شافعیؒ کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو اگلی آیت کی تفسیر میں گذر چکی کہ قسم کھانے والا اگر اپنی قسم کے توڑ ڈالنے میں نیکی دیکھتا ہو تو توڑ ڈالے۔ یہی اس کا کفارہ ہے اور علماء کرام کی ایک دوسری جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اسے قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اس کی حدیثیں بھی اوپر گذر چکی ہیں اور جمہور کا مذہب بھی یہی ہے واللہ اعلم۔

پھر فرمان ہے کہ اگر چار ماہ گذر جانے کے بعد وہ طلاق دینے کا قصد کرے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چار مہینے گذرتے ہی طلاق نہیں پڑ جائے گی۔ جمہور متاخرین کا یہی مذہب ہے۔ گو ایک دوسری جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ بلا جماع چار ماہ گذرنے کے طلاق ہو جائے گی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعض تابعین سے بھی یہی مروی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ راجح قول اور قرآن کریم کے الفاظ اور صحیح حدیث سے ثابت شدہ قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہو گی (مترجم) پھر بعض تو کہتے ہیں یہ طلاق رجعی ہو گی، بعض کہتے ہیں بائن ہو گی جو لوگ طلاق پڑنے کے قائل ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسے عدت بھی گزارنی پڑے گی۔ ہاں ابن عباس اور ابوالشعثاءؒ فرماتے ہیں کہ اگر ان چار مہینوں میں اس عورت کو تین حیض آ گئے ہیں تو اس پر عدت بھی نہیں۔ امام شافعیؒ کا بھی قول یہی ہے لیکن جمہور متاخرین علماء کا فرمان یہی ہے کہ اس مدت کے گزرتے ہی طلاق واقع نہ ہو گی بلکہ اب ایلا کرنے والے کو تنگ کیا جائے گا کہ یا تو وہ اپنی قسم کو توڑ دے یا طلاق دے۔ مؤطا مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی مروی ہے۔

صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ امام شافعیؒ اپنی سند سے حضرت سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس سے اوپر اوپر صحابیوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے، چار ماہ کے بعد ایلا کرنے والے کو کھڑا کیا جائے گا، پس کم سے کم یہ تیرہ صحابی ہو گئے۔ حضرت علیؓ سے بھی یہی منقول ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت عمرؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت عائشہؓ حضرت عثمانؓ بن زید بن ثابتؓ اور دس سے اوپر اوپر دوسرے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ دار قطنی میں ہے، حضرت ابو صالح فرماتے ہیں، میں نے بارہ صحابیوں سے اس مسئلہ کو پوچھا سب نے یہی جواب عنایت فرمایا۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوالدرداء، حضرت ام المومنین عائشہ

صدیقہ' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی یہی فرماتے ہیں اور تابعین میں سے حضرت سعید بن میسب' حضرت عمر بن عبد العزیز' حضرت مجاہد' حضرت طاؤس' حضرت محمد بن کعب' حضرت قاسم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی قول ہے اور حضرت امام مالک ' حضرت امام شافعی' حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہم اور ان کے ساتھیوں کا بھی یہی مذہب ہے' امام ابن جریر بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں' لیث' اسحٰق بن راھویہ' ابوعبید' ابوثور' داؤد وغیرہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ اگر چار ماہ کے بعد وہ رجوع نہ کرے تو اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر طلاق نہ دے تو حاکم آپ اس کی طرف سے طلاق دے دے گا اور یہ طلاق رجعی ہو گی۔ عدت کے اندر رجعت کا حق خاوند کو حاصل ہے۔ ہاں صرف امام مالک فرماتے ہیں کہ اسے رجعت جائز نہیں یہاں تک کہ عدت میں جماع کرے لیکن یہ قول نہایت غریب ہے۔

یہاں جو چار مہینے کی تاخیر کی اجازت دی ہے' اس کی مناسبت میں موطا امام مالکؒ میں حضرت عبد اللہ بن دینار کی روایت سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ عموماً فقہاء کرام ذکر کیا کرتے ہیں جو یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راتوں کو مدینہ شریف کی گلیوں میں گشت لگاتے رہتے۔ ایک رات کو نکلے تو آپ نے سنا کہ ایک عورت اپنے سفر میں گئے ہوئے خاوند کی یاد میں کچھ اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ افسوس ان کالی کالی اور لمبی راتوں میں میرا خاوند نہیں جس سے میں ہنسوں بولوں۔ قسم اللہ کی اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو اس وقت اس پلنگ کے پائے حرکت میں ہوتے۔ آپ اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور فرمایا' بتلاؤ زیادہ سے زیادہ عورت اپنے خاوند کی جدائی پر کتنی مدت صبر کر سکتی ہے۔ فرمایا چھ مہینے یا چار مہینے۔ آپؓ نے فرمایا' اب میں حکم جاری کر دوں گا کہ مسلمان مجاہد سفر میں اس سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ بعض روایتوں میں کچھ زیادتی بھی ہے اور اس کی بہت سی سندیں ہیں اور یہ واقعہ مشہور ہے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ
يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ
مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ ع ۲۸ ۷ ۱۲

طلاق والی عورتیں اپنے تئیں تین حیض تک روکے رکھیں۔ انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہوا سے چھپائیں۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو۔ عورتوں کے بھی اسی مثل حق ہیں جیسے ان پر ہیں۔ اچھائی کے ساتھ۔ ہاں مردوں کے ان پر بڑے درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ○

طلاق کے مسائل: ☆☆ (آیت:۲۲۸) ان عورتوں کو جو خاوندوں سے مل چکی ہوں اور بالغہ ہوں' حکم ہو رہا ہے کہ طلاق کے بعد تین حیض تک رکی رہیں۔ پھر اگر چاہیں تو اپنا نکاح دوسرا کر سکتی ہیں۔ ہاں چاروں اماموں نے اس میں لونڈی کو مخصوص کر دیا ہے۔ وہ دو حیض عدت گذارے کیونکہ لونڈی ان معاملات میں آزاد عورت سے آدھے پر ہے لیکن حیض کی مدت کا ادھورا ٹھیک نہیں بیٹھتا اس لئے وہ دو حیض گذارے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ لونڈی کی طلاقیں بھی دو ہیں اور اس کی عدت بھی دو حیض ہیں (ابن جریر)۔ لیکن اس کے راوی

حضرت مظاہر ضعیف ہیں' یہ حدیث ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بھی ہے۔ امام حافظ دارقطنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت قاسم بن محمد کا اپنا قول ہے لیکن حضرت ابن عمرؓ سے یہ روایت مرفوع مروی ہے گو اس کی نسبت بھی امام دارقطنی یہی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عبداللہ کا اپنا قول ہی ہے۔ اسی طرح خود خلیفۃ المسلمین حضرت فاروق اعظمؓ سے مروی ہے۔ بلکہ صحابہ میں اس مسئلہ میں اختلاف ہی نہ تھا۔ ہاں بعض سلف سے یہ بھی مروی ہے کہ عدت کے بارے میں آزاد اور لونڈی برابر ہے کیونکہ آیت اپنی عمومیت کے لحاظ سے دونوں کو شامل ہے اور اس لئے بھی کہ یہ فطری امر ہے۔ لونڈی اور آزاد عورت اس میں یکساں ہیں۔ محمد بن سیرین اور بعض اہل ظاہر کا یہی قول ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ ابن ابی حاتم کی ایک غریب سند والی روایت میں ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس سے پہلے طلاق کی عدت نہ تھی سب سے پہلے عدت کا حکم ان ہی کی طلاق کے بعد نازل ہوا۔

قروء کے معنی میں سلف خلف کا برابر اختلاف رہا ہے۔ ایک قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد طہر یعنی پاکی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی فرمان ہے چنانچہ انہوں نے اپنی بھتیجی حضرت عبدالرحمٰنؓ کی بیٹی حفصہ کو جبکہ وہ تین طہر گزر چکیں اور تیسرا حیض شروع ہوا تو حکم دیا کہ وہ مکان بدل لیں۔ حضرت عروہؓ نے جب یہ روایت بیان کی تو حضرت عروہ نے جو صدیقہؓ کی دوسری بھتیجی ہیں' اس واقعہ کی تصدیق کی اور فرمایا کہ لوگوں نے حضرت صدیقہؓ پر اعتراض بھی کیا تو آپؓ نے فرمایا' اقراء سے مراد طہر ہیں (موطا مالک)۔ بلکہ موطا میں ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا تو یہ قول بھی مروی ہے کہ میں نے سمجھدار علماء وفقہاء کو قروء کی تفسیر طہر سے ہی کرتے سنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی یہی فرماتے ہیں کہ جب تیسرا حیض شروع ہوا تو یہ اپنے خاوند سے بری ہوگئی اور خاوند اس سے الگ ہوا (موطا) امام مالکؒ فرماتے ہیں' ہمارے نزدیک بھی متحقق امر یہی ہے۔ ابن عباسؓ' زید بن ثابتؓ' سالم' قاسمؒ' عروہؒ' سلیمان بن یسار' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' ابان بن عثمان' عطا' قتادہ' زہری اور باقی ساتوں فقہا کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالکؒ' امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ داؤد اور ابوثورؒ بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام احمدؒ سے بھی ایک روایت اسی طرح کی مروی ہے۔ اس کی دلیل ان بزرگوں نے قرآن کی اس آیت سے بھی نکالی ہے کہ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ یعنی انہیں عدت میں طلاق دو یعنی طہر میں پاکیزگی کی حالت میں۔ چونکہ جس طہر میں طلاق دی جاتی ہے' وہ بھی گنتی میں آتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آیت مندرجہ بالا میں بھی قروع سے مراد حیض کے سوا کی یعنی پاکی حالت ہے۔ اسی لئے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ جہاں تیسرا حیض شروع ہوا اور عورت اپنے خاوند کی عدت سے باہر ہوگئی اور اس کی کم سے کم مدت جس میں اگر عورت کہے کہ اسے تیسرا حیض شروع ہوگیا ہے تو اسے سچا سمجھا جائے' بتیس دن اور دو لحظہ ہیں' عرب شاعروں کے شعر میں بھی یہ لفظ طہر کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد تین حیض ہیں اور جب تک تیسرے حیض سے پاک نہ ہولے تب تک وہ عدت میں ہی ہے۔ بعضوں نے غسل کر لینے تک کہا ہے اور اس کی کم سے کم مدت تینتیس دن اور ایک لحظہ ہے۔ اس کی دلیل میں ایک تو حضرت عمر فاروقؓ کا یہ فیصلہ ہے کہ ان کے پاس ایک مطلقہ عورت آئی اور کہا کہ میرے خاوند نے مجھے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں۔ پھر وہ میرے پاس اس وقت آیا جب کہ اپنے کپڑے اتار کر دروازہ بند کئے ہوئے تھی (یعنی تیسرے حیض سے نہانے کی تیاری میں تھی تو فرمائیے کیا حکم ہے یعنی رجوع ہو جائے گا یا نہیں؟) آپ نے فرمایا میرا خیال تو یہی ہے رجوع ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تائید کی' حضرت صدیق اکبر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت ابودرداء' حضرت عبادہ بن صامت' حضرت انس بن مالک' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت معاذ' حضرت ابی بن کعب' حضرت موسیٰ اشعری' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مروی ہے۔ سعید بن مسیب' علقمہ' اسود' ابراہیم' مجاہد' عطا' طاؤس'

سعید بن جبیر، عکرمہ، محمد بن سیرین، حسن، قتادہ، شعبی، ربیع، مقاتل بن حیان، سدی، مکحول، ضحاک، عطا خراسانی بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمدؒ سے بھی زیادہ صحیح روایت میں یہی مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہی مروی ہے۔ ثوری، اوزاعی، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، حسن بن صالح، ابوعبید اور اسحٰق بن راہویہ کا قول بھی یہی ہے، ایک حدیث میں بھی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی جیشؓ سے فرمایا تھا نماز کو اپنے اقراء کے دنوں میں چھوڑ دو۔ پس معلوم ہوا کہ قروء سے مراد حیض ہے۔ لیکن اس حدیث کا ایک راوی منذر مجہول ہے جو مشہور نہیں۔ ہاں ابن حبان اسے ثقہ بتلاتے ہیں۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں لغتاً قرء کہتے ہیں ہر اس چیز کے آنے اور جانے کے وقت کو جس کے آنے جانے کا وقت مقرر ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کے دونوں معنی ہیں۔ حیض کے بھی اور طہر کے بھی اور بعض اصولی حضرات کا یہی مسلک ہے۔ واللہ اعلم۔ اصمعی بھی فرماتے ہیں کہ قرء کہتے ہیں وقت کو۔ ابوعمر بن علا کہتے ہیں، عرب میں حیض کو اور طہر کو دونوں کو قرء کہتے ہیں۔ ابوعمر بن عبدالبر کا قول ہے کہ زبان عرب کے ماہر اور فقہا کا اس میں اختلاف ہی نہیں کہ طہر اور حیض دونوں معنی قرء کے ہیں ہاں اس آیت کے معنی مقرر کرنے میں ایک جماعت اس طرف گئی اور دوسری اس طرف (مترجم کی تحقیق میں بھی قرء سے مراد یہاں حیض لینا ہی بہتر ہے)۔

پھر فرمایا، ان کے رحم میں جو ہو، اس کا چھپانا حلال نہیں، حمل ہو تو اور حیض آئے تو پھر فرمایا اگر انہیں اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہو، اس میں دھمکایا جا رہا ہے کہ خلاف حق نہ کہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خبر میں ان کی بات کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ اس پر کوئی بیرونی شہادت قائم نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے انہیں خبردار کر دیا گیا کہ عدت سے جلد نکل جانے کے لئے (حیض نہ آیا ہو) اور کہہ نہ دیں کہ انہیں حیض آ گیا یا عدت کو بڑھانے کے لئے آیا اور اسے چھپا نہ لیں۔ اسی طرح حمل کی بھی خبر کر دیں۔ پھر فرمایا کہ عدت کے اندر اس شوہر کو جس نے طلاق دی ہے، لوٹا لینے کا پورا حق حاصل ہے جبکہ طلاق رجعی ہو یعنی ایک طلاق کے بعد بھی اور دو طلاقوں کے بعد بھی۔ باقی رہی طلاق بائن یعنی تین طلاقیں جب ہو جائیں تو یاد رہے کہ جب یہ آیت اتری ہے تب تک طلاق بائن تھی ہی نہیں بلکہ اس وقت تک تو چاہے سو طلاقیں ہو جائیں سب رجعی ہی تھیں۔ طلاق بائن تو پھر اسلام کے احکام میں آئی کہ تین اگر ہو جائیں تو اب رجعت کا حق نہیں رہے گا۔ جب یہ بات خیال میں رہے گی تو علماء اصول کے اس قاعدے کا ضعف بھی معلوم ہو جائے گا کہ ضمیر لوٹانے سے پہلے کے عام لفظ کی خصوصیت ہوتی ہے یا نہیں اس لئے کہ اس آیت کے وقت دوسری شکل تھی ہی نہیں طلاق کی ایک ہی صورت تھی۔ واللہ اعلم۔

پھر فرماتا ہے کہ جیسے ان عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی ان عورتوں کے مردوں پر بھی حقوق ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے کا پاس و لحاظ عمدگی سے رکھنا چاہئے۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے اپنے خطبہ میں فرمایا، لوگو عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو تم نے اللہ کی امانت کہہ کر انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ ہو کہ ظاہر ہو۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ، پلاؤ، پہناؤ، اڑھاؤ۔ ایک شخص نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حق ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اسے گالیاں نہ دو، اس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیج دو ہاں گھر میں رکھو۔ اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔ پھر فرمایا کہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے جسمانی حیثیت سے بھی، اخلاقی حیثیت سے بھی، مرتبہ کی

حیثیت سے بھی' حکمرانی کی حیثیت سے بھی' خرچ اخراجات کی حیثیت سے بھی' دیکھ بھال اور نگرانی کی حیثیت سے بھی غرض دینوی اور اخری فضیلت کے ہر اعتبار سے۔ جیسے اور جگہ ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ الخ یعنی مرد عورتوں کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک پر فضیلت دے رکھی ہے اور اس لئے بھی کہ یہ مال خرچ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے بدلہ لینے پر غالب ہے اور اپنے احکام میں حکمت والا ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہو اس میں سے کچھ بھی لو ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو۔ پس اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت جو کچھ بدلہ دے کر چھوٹے' اس میں دونوں پر کچھ گناہ نہیں یہ ہیں حدیں اللہ کی۔ خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں ○

رسم طلاق میں آئینی اصلاحات اور خلع: ☆☆ (آیت:۲۲۹) اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ خاوند جتنی چاہے طلاقیں دیتا چلا جائے اور عدت میں رجوع کرتا جائے اس سے عورتوں کی جان غضب میں تھی کہ طلاق دی' عدت گذرنے کے قریب آئی' رجوع کر لیا' پھر طلاق دے دی۔ اس طرح عورتوں کو تنگ کرتے رہتے تھے پس اسلام نے حد بندی کر دی کہ اس طرح کی طلاقیں صرف دو ہی دے سکتے ہیں تیسری طلاق کے بعد لوٹا لینے کا کوئی حق نہ رہے گا۔ سنن ابوداؤد میں باب ہے کہ تین طلاقوں کے بعد مراجعت منسوخ ہے پھر یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ یہی فرماتے ہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ نہ تو میں تجھے بساؤں گا نہ چھوڑوں گا۔ اس نے کہا یہ کس طرح؟ کہا طلاق دے دوں گا اور جہاں عدت ختم ہونے کا وقت آیا تو رجوع کر لوں گا۔ پھر طلاق دے دوں گا۔ پھر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لوں گا یونہی کرتا چلا جاؤں گا وہ عورت حضورؐ کے پاس آئی اور اپنا یہ دکھ رونے لگی اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے نئے سرے سے طلاقوں کا خیال رکھنا شروع کیا اور وہ سنبھل گئے اور تیسری طلاق کے بعد اس خاوند کو لوٹا لینے کا کوئی حق حاصل نہ رہا اور فرما دیا گیا کہ دو طلاقوں تک تو تمہیں اختیار ہے کہ اصلاح کی نیت سے اپنی بیوی کو لوٹا لو۔ اگر وہ عدت کے اندر ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ نہ لوٹاؤ اور عدت گذر جانے دو تا کہ وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے قابل ہو جائے اور اگر تیسری طلاق دینا چاہتے ہو تو بھی احسان وسلوک کے ساتھ ورنہ اس کا کوئی حق نہ مارو اس پر کوئی ظلم نہ کرو نہ اسے ضرر نقصان پہنچاؤ' ایک شخص نے حضورؐ سے سوال کیا کہ دو طلاقیں تو اس آیت میں بیان ہو چکی ہیں تیسری کا ذکر کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ میں' جب تیسری طلاق کا ارادہ کرے تو عورت کو تنگ کرنا' اس پر سختی کرنا تا کہ وہ اپنا حق چھوڑ کر طلاق پر آمادگی ظاہر کرے یہ مردوں پر حرام ہے جیسے اور جگہ ہے وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ الخ یعنی عورتوں کو تنگ نہ کرو تا کہ انہیں دیئے